علی سردؔار جعفری

(2000 – 1913)

سید علی سردؔار جعفری بلرام پور، ضلع گونڈہ، اتّر پردیش میں پیدا ہوئے۔ لکھنؤ، دہلی اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانے سے ہی ترقی پسند تحریک میں شامل ہو گئے۔ لکھنؤ سے ایک رسالہ 'نیا ادب' نکالا۔ ممبئ میں مستقل سکونت اختیار کی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

سردؔار جعفری کی شاعری میں سیاسی، قومی شعور، قوّت اور توانائی، اُمنگ اور عوامی مسائل کی عکّاسی ملتی ہے اور انسان دوستی کے جذبات بھی نمایاں ہیں۔ انھوں نے ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھائی۔ طبقاتی کشمکش ان کی نظموں کا خاص موضوع ہے۔ 'نئی دنیا کو سلام'، 'خون کی لکیر'، 'ایشیا جاگ اُٹھا'، 'امن کا ستارہ'، 'پتّھر کی دیوار' اور 'ایک خواب اور' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ نثر میں بھی ان کی کئی کتابیں ہیں۔ ان میں 'ترقی پسند ادب'، 'لکھنؤ کی پانچ راتیں' اور 'پیغمبرانِ سُخن' معروف ہیں۔

© NCERT not to be republished

4920CH34

میرا سفر

پھر اک دن ایسا آئے گا
آنکھوں کے دیے بجھ جائیں گے
ہاتھوں کے کنول کُمھلائیں گے
اور برگِ زباں سے نُطق و صدا
کی ہر تِتلی اُڑ جائے گی
اک کالے سمندر کی تہہ میں
کلیوں کی طرح سے کھلتی ہوئی
پھولوں کی طرح سے ہنستی ہوئی
ساری شکلیں کھو جائیں گی
خوں کی گردش، دل کی دھڑکن
سب راگنیاں سو جائیں گی
اور نیلی فضا کی مخمل پر
ہنستی ہوئی ہیرے کی یہ کنی
یہ میری جنّت ، میری زمیں
اس کی صبحیں، اس کی شامیں
بے جانے ہوئے، بے سمجھے ہوئے
اک مُشتِ غبارِ انساں پر
شبنم کی طرح رو جائیں گی
ہر چیز بُھلا دی جائے گی

© NCERT not to be republished

یادوں کے حسیں بُت خانے سے
ہر چیز اُٹھادی جائے گی
پھر کوئی نہیں یہ پوچھے گا
سردآر کہاں ہے محفل میں؟
لیکن میں یہاں پھر آؤں گا
بچّوں کے دہن سے بولوں گا
چڑیوں کی زباں سے گاؤں گا
جب بیج ہنسیں گے دھرتی میں
اور کونپلیں اپنی اُنگلی سے
مٹّی کی تہوں کو چھیڑیں گی
میں پتّی پتّی، کلی کلی
اپنی آنکھیں پھر کھولوں گا
سرسبز ہتھیلی پر لے کر
شبنم کے قطرے تولوں گا
میں رنگِ حنا آہنگِ غزل
اندازِ سخن بن جاؤں گا
رخسارِ عروسِ نو کی طرح
ہر آنچل سے چھَن جاؤں گا
جاڑوں کی ہوائیں دامن میں
جب فصلِ خزاں کو لائیں گی
رَہرو کے جواں قدموں کے تلے

© NCERT not to be republished

سوکھے ہوئے پتّوں سے میری
ہنسنے کی صدائیں آئیں گی
دھرتی کی سنہری سب ندیاں
آکاش کی نیلی سب جھیلیں
ہستی سے مِری بھر جائیں گی
اور سارا زمانہ دیکھے گا
ہر قصّہ مرا افسانہ ہے
ہر عاشق ہے سردارؔ یہاں
ہر معشوقہ سلطانہ ہے
میں ایک گریزاں لمحہ ہوں
ایّام کے افسوں خانے میں
میں ایک تڑپتا قطرہ ہوں
مصروفِ سفر جو رہتا ہے
ماضی کی صراحی کے دل سے
مستقبل کے پیمانے میں
میں سوتا ہوں اور جاگتا ہوں
اور جاگ کے پھر سوجاتا ہوں
صدیوں کا پرانا کھیل ہوں میں
میں مَر کے امر ہوجاتا ہوں!

سردارؔ جعفری

© NCERT not to be republished

سوالوں کے جواب لکھیے

1. اس نظم میں شاعر نے زندگی کی کس حقیقت کو واضح کیا ہے؟
2. ہر عاشق ہے سردآر یہاں
ہر معشوقہ سلطانہ ہے

مندرجہ بالا شعر میں سردار اور سلطانہ کون ہیں؟ شاعر نے ان دو ناموں کو بیان کر کے، کیا کہنے کی کوشش کی ہے؟

3. یہ نظم آپ کو کیسی لگی؟ لکھیے۔

© NCERT not to be republished